© rasailojaraid.com

سید یونس الحسنی

اے وائے تن آسانی.........!

(سیکولر وزیر داخلہ کے تازہ فرمان کے تناظر میں)

گذشتہ دنوں وزیر داخلہ کا فرمان گوہر بار زینت اخبارات ہوا کہ ''موجودہ حالات میں مسلمان اپنی تنہا قوت سے کفار عالم سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔'' اس بات پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیا تو چند وجوہات سامنے آئیں جو اس بیان کا سبب ہیں۔

۱...... مسلمان فوج کو اپنے اندورنی خلفشار نے انتہائی عاجز و مجبور کر رکھا ہے۔

۲...... چاردانگ عالم میں کفار و مشرکین کے مظالم سے امت مسلمہ ہراساں ہے۔

۳...... مسلم ریاستوں کے خود پرست حکمران یہود و نصاریٰ سے بری طرح خائف اور انکے مکمل ہمنوا ہیں۔

۴...... امت میں فی الوقت کوئی ایسی متفق علیہ شخصیت مفقود ہے جو قوائے اسلام کو جمع کر کے کلمہ حق کی نصرت کیلئے نکلے اور مسلمانوں کو نرغہ کفار سے بچائے۔

حکیم مشرقؒ نے شاید ایسے ہی موقع کیلئے کہا تھا۔

جو سختیِ منزل کو سامانِ سفر سمجھے
اے وائے تن آسانی ناپید ہے وہ راہی

معین صاحب!

اپنے ماحول پر نظر عمیق ڈالئے، تقسیم ہند سے قبل دو ماہ بعد جو خونچکاں کھیل کھیلے گئے ان کا نامسعود سلسلہ حیلے بہانوں سے ابھی جاری ہے لیکن تعمیر و تخریب کا یہ چکر مشیت ایزدی کی تکمیل کیلئے راستہ ہموار کرتا جا رہا ہے لگتا ہے قانون فطرت کے ہاتھوں تاریخ کا ایک اور باب مکمل ہونے کو ہے۔ لوگوں کو جی بھر کر رونے دیجئے کہ ان کے آنسو کشت ملت کی آبیاری کا موجب ہونگے؟ گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ لاکھوں انسانوں کی ہڈیوں پر جو نقش نونظرنواز ہو رہا ہے اسے اپنی میز پر رکھئے اور ماضی پر نگاہِ غیرت ڈالتے ہوئے دلیرانہ اقدام کا سوچئے۔ کہ حزن وملال کی چشم خوں نابہ بار سے دیکھنے والے کیلئے منزل کا راستہ اوجھل ہو جاتا ہے۔ آپ کا المیہ بھی یہی ہے کہ مستقبل کی تصویر جناب کو صاف طور پر دکھائی نہیں دے رہی، اسی لئے معاملات کی نزاکت کا صحیح ادراک واحساس بھی نہیں۔

تاریخ عالم ایک زبردست گواہ ہے اور اسکا یہ بیان آپ کو لمحہ فکریہ فراہم کرتا ہے کہ جب بھی انقلاب رونما ہوئے انسانی خون بے دریغ بہایا گیا، دنیا کی تاریخ ہمیشہ خون سے ہی لکھی گئی، اس خون کی مدوجزر کی کیفیات بھی عجیب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں، مصر، یونان، اور روما کی تہذیبوں کا ابھرنا اور نابود ہونا، برصغیر میں آریائی اور بدھ سماج کا عروج و زوال یورپ و افریقہ میں عیسائی تمدن کا فروغ پھر اسلامی تہذیب و تمدن اور اخلاقیات کا احیاء اور دنیا پر اسکے رحمت مآب اثرات مغرب کی جدید کا آغاز اور دیکھتی آنکھوں اسکا عبرت انگیز ارتحال سب اسی خون کی مختلف انواع کروٹیں ہیں۔

یہ ایک گراندیل سچائی ہے کہ جنگ کے بغیر صلح، موت کے بغیر زندگی اور تخریب کے بغیر تعمیر ممکن نہیں، خاتم المرسلین ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے منکشف ہوتا ہے کہ اس سچائی کے منکر یا تو سود خور ہیں جنہیں اپنا منافع آدمی کا خون بہانے سے زیادہ خون چوسنے میں نظر آتا ہے، یا مکار دھوکہ باز ہوتے ہیں جو دوسروں کو فریب میں مبتلا کرتے ہیں یا غلام ہوتے ہیں جو خود کیڑے ہوتے اور دوسروں کو ایسا دیکھنا چاہتے ہیں یا خشک مغز فلسفی ہوتے ہیں کہ جنکا علم انکے لئے ''حجاب اکبر'' ہو جاتا ہے۔ آج کی آئینی جمہوری سیاست میں یہ ''چاروں مغز'' پورے طمطراق سے موجود ہیں اور کبڑے غلام اسکا جز واعظم فرنگی نے فاتح ہند کی حیثیت سے وہ سب کچھ روا رکھا جو میکیاولی فلسفہ حیات کے علمبرداروں کا خاصہ ہے نتیجہ ظاہر ہے۔ کہ نیم فرنگی مسلمانوں نے سرسید کے اعتراف شکست کو درست مانا۔ دینی غیرت وحمیت کو انتہا پسندی قرار دیا، بے راہروی کو نیا تقاضا جان کر فراخدلی سے قبول کیا اور قومی زوال پر مصلحت کوشی کا رویہ اپنایا۔ القصہ بیرونی اثرات نے ملت ابراہیمی کے جوہر ذاتی کو قریب الاختتام کر دیا، آپ کا بیان ہی نامراد پس منظر کا مکروہ پیش منظر ہے۔ غور کیجئے کہیں آپ بھی ''کبڑے غلاموں'' کی ڈار سے وابستہ و پیوستہ کونج تو نہیں؟

ہمارے حضور اقدس ﷺ کے عمل مبارک سے واضح ہے کہ کلمہ طیبہ کی پوترتا کے نقیب بت تراش بت پرست فروش نہیں بلکہ بت شکن ہوتے ہیں۔ وہ انہیں ثقافتی ورثہ سمجھتے نہ انکی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ تو انہیں فنا کے گھاٹ اتارنا فرض منصبی مانتے ہیں۔ آج سوئے شیروں کی ایک انگڑائی سے دشمنان حق بوکھلا گئے ہیں۔ کفر لرزہ براندام ہے، بت پرستوں پر کپکپی طاری ہے۔ پوری دنیا کفر ہم آواز ہے کہ ''افغان بتوں کو توڑنا بند کریں'' آپ نے بھی کہا کہ ''طالبان دنیا کے ثقافتی ورثہ کی حفاظت کریں۔ اقوام متحدہ میں پاکستانی مندوب نے طالبان کے فیصلے کیخلاف بین الاقوامی برادری کے رد عمل سے بھرپور ہمدردی اور یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے اس عمل کو غیر دانشمندانہ قرار دیا ہے۔ مسلم لیگ نے بھی افغانوں کی مذمت کی ہے۔ امریکی میوزیم کے ڈائریکٹر نے یہ بت خریدنے کا عندیہ دیتے ہوئے طالبان کو ہدف تنقید بنایا۔ اسلامی کانفرنس کے چیرمین نے طالبان کو بت توڑنے سے اجتناب کی تلقین کی ہے۔ امریکی صدر جارج بش کے بعد وزیر دفاع جنرل کولن پاؤل نے بھی افغانوں کی بت شکن پالیسی کی شدید مذمت کی اور اسے غیر انسانی فعل قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ انسانیت کے خلاف گھناؤنا جرم ہے۔ جرمنی نے اقوام متحدہ میں بت شکنی کے خلاف قرار داد پیش کرنے کا اعلان کیا۔ بھارتی ہندو اور بدھ بھکشو مظاہرے کر رہے ہیں اور مختلف دھمکیاں دے رہے ہیں۔ پاکستان میں افغان سفیر کو طلب کر کے یہ عمل روکنے پر زور دیا گیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسری جانب افغان مسلمان اسلام کو ایک تمدنی قوت کے طور پر روبہ عمل لانے کی سعی کر رہے ہیں۔ وہ ماضی کے آئینے میں اس نام نہاد بین الاقوامی برادری کا کردار دیکھتے اور اسے بری طرح ناقابل اعتماد ٹھہراتے ہیں۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ القدس الشریف پر یہود کے غاصبانہ قبضے کے وقت اس برادری کی آنکھ نم ہوئی نہ اسکی زبان سے ہمدردی کا کوئی میٹھا بول نکلا البتہ گذشتہ صدی میں خون مسلم کی ارزانی پر اسکا خندہ استہزا ضرور دیکھنے کو ملا۔ بابری مسجد کی شہادت پر مسلمانانِ برصغیر کی گریہ وزاری میں اسکی شرکت رسمی سی تھی۔ کشمیر کے ستر ہزار جوانوں کی خاک وخون میں تڑپتے لاشے، اسکا دل تاہنوز موم نہیں کر سکے۔ بوسنیا کوسو، چیچنیا، اور عراق کے لاکھوں شہداء، کشمیر کی ہزاروں دریدہ عصمتیں اسکی چشم کرم اپنی طرف متوجہ کرنے میں ناکام ونامراد ٹھہریں۔ افغانستان کے دشت لیلیٰ میں تقریباً بارہ ہزار مظلوم طالبان کی اجتماعی قبریں اسے نظر نہیں آئیں۔ جہاں گوشت پوست کے جیتے جاگتے انسانوں پر بربریت کی انتہا کر دی گئی۔ رشید دوستم اور جنرل مالک کو قرار واقعی سزا دینے کی بجائے اس برادری نے اپنی کوکھ میں چھپالیا مگر لکڑی، مٹی، اور پتھر کے بت ٹوٹنے پر اسے انسانیت کی تذلیل یاد آگئی۔ یہ انمٹ حقائق ہیں جن سے سرمو انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ایسی فضا میں ایک نئی آواز بلند ہوئی، یہ ایک انوکھا نصب العین مسلمانوں کے سامنے رکھا گیا۔ نیا اور انوکھا اسلئے کہ صدیوں کی غلامی نے انہیں قرآن پاک کی بیان کردہ ایمانیات اور اعمال کی صالحیت سے دور کر دیا تھا۔ جس کا فطری نتیجہ استخلاف فی الارض ہے۔ آج وہی فراموش کردہ سبق دھرایا جارہا ہے۔ امیر المومنین ملا محمد عمر نے اعلان کیا ہے کہ ہم بت فروش نہیں بت شکن کہلانا پسند کرینگے۔ ہم جھوٹے خداؤں کا وجود ملیامیٹ کر رہے ہیں اور دنیا اس پر واویلا کر رہی ہے مگر دنیا بھر کے مسلمانوں بالخصوص افغانستان میں مسلمانوں کو اس احتجاج پر کان نہیں دھرنا چاہیے۔ ہم بدھا کا مجسمہ دس ملین ڈالر میں بھی نہیں بیچیں گے، افغانستان میں کوئی بت پرست نہیں نہ ہی مجسمے کی عبادت ہوتی ہے، البتہ مغربی جاسوس صحافیوں اور سیاحوں کے روپ میں بت دیکھنے آتے رہے ہیں۔ بت توڑنا نبی پاک ﷺ کی سنت ہے ہم یہ کام مکمل کرینگے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے یاددلایا کہ ذوالحجہ میں بت شکنی سنت رسولؐ ہے، امریکہ اور اسکے یورپی وایشیائی اتحادیوں کو چاہیے کہ وہ دنیا بھر میں مظلوم مسلمانوں کے حقوق کیلئے صدائے احتجاج بلند کریں۔ اقوام متحدہ کا ادارہ مظلوموں کی مدد کیلئے وجود پذیر ہوا مگر اس نے امریکہ اور اسکے حلیفوں کے زیر اثر عراق وافغانستان کے مسلمانوں پر پابندیاں لگا کر اپنی مقصدیت سے انحراف کیا اور انسانیت کی توہین کی۔

راقم کا خیال ہے، پوری دنیا کو اس حقیقت کا کشادہ ظرفی سے اعتراف کرنا چاہیے کہ آج کے مسلمانوں میں ایک خاص قسم کا جوش ہے جس نے انکی ملی حس کو بڑی حد تک بیدار کر دیا ہے، اسلام کا نام انکا ورد زبان ہے۔ یہ جذبہ محض خیالی نہیں بلکہ اسکی ٹھوس بنیاد اور مستقل مقصد ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مفادات کو خود اپنے ہاتھ لیں۔ اپنے مسئلے خود حل کریں۔ خونِ رگ مزدور سے طاغوت بہت دنوں تک شراب کشید نہیں کر سکتا، اسکی جفاؤں سے کشت دہقان زیادہ دیر تک خراب نہیں رہ سکتی۔ اسلام انکی اقتصادی مشکلات رفع کرنے کا حل پیش کرتا ہے، یہ بے انصاف اور ظالم نہیں، اسکا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چلنا انتہائی معتدل اور عین فطرت ہے۔ اس میں شرفِ عظمتِ انسانی کے تحفظ کا مکمل نظام ہے۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ بقول اقبال

دلوں میں ولولے آفاق گیری کے نہیں اٹھتے
نگاہوں میں اگر پیدا نہ ہو انداز آفاقی

آج کے مسلمان پہچانتے ہیں کہ وجود فرنگ اور تہذیب فرنگ کرہ ارضی پر ہمہ نوعی مفسدات تصادم کا سر آغاز ہے۔ جبر و اکراہ اسی ہیت ترکیبی کا لازمی حصہ ہے۔ یہ نظام دوسروں کو بے توقیر کر کے اپنی عزت افزائی چاہتا ہے۔ امت مسلمہ اس سے چھٹکارا حاصل کیے بغیر اپنا گمشدہ مقام اور منزل گم گشتہ حاصل نہیں کر سکتی۔ مسلمانانِ افغانستان سولہ لاکھ جانوں کا نذرانہ دیکر بت شکنی کی منزل تک پہنچے ہیں۔ جہاں سے پلٹنا ارتداد اور اسکی سزا موت ہے۔ انکے ناقد نیم فرنگی مسلمان دراصل انہی کبڑے غلاموں کی نسل بے مرام ہے جو اپنے مرعوبیت کے باعث غدارانہ کردار نبھاتے اور دشمنان اسلام سے انعام پاتے رہے۔ وہ آج دن تک آئینی طور پر حلفاً وفادارانِ فرنگ ہیں اور اپنے آقایان ولی نعمت کے طفیل وابستگان اقتدار بھی یہی لوگ ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کے سلسلے میں سدِ راہ ہیں۔ معین صاحب! کہیں آپ بھی ان میں شامل تو نہیں؟

(بقیہ از صفحہ ۱۰)

اسلام کے پیش کردہ انسانی حقوق اور ان جدیدیت کے علمبرداروں کے وضع کیے ہوئے انسانی حقوق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر کی اکثر دفعات اسلام سے متصادم ہیں۔ اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق اسلامی شرعی سزائیں غیر انسانی اور ذلت آمیز ہیں۔ دو مختلف مذاہب کے مردوں اور عورتوں کو آپس میں شادی اور ہر شخص کو تبدیلی مذہب کا حق دیا گیا ہے۔ ہر فرد کو بے لگام آزادی یعنی رقص و سرود، موسیقی اور اختلاط کو اس کا انسانی حق بتایا گیا ہے۔ ایسے ہی غیر فطری انسانی حقوق نے مغرب کو اطمینان و سکون، مروت و اخلاق، تہذیب و شائستگی، ادب و لحاظ اور ہمدردی و تعاون کے احساسات و جذبات سے محروم کر دیا ہے۔

مغرب جدیدیت کی دوڑ میں تمام اخلاقی و معاشرتی اصولوں اور ضابطوں کو روند کر انسانیت کی تمام حدود پھلانگ چکا ہے۔ پچھتاوا موجود ہے، لیکن ان کی جھوٹی اناؤں نے واپسی کے راستے بند کر رکھے ہیں۔ ہمیں مغربیت کی چکا چوند میں چھپے ہوئے انسانی اقدار کی تباہی کے ایٹم بم پر بھی غور کرنا چاہیے اور قوم و ملک کو بربادیوں کی آگ میں جل مرنے سے بچا کر عزت و غیرت سے جینے کا حوصلہ دینا چاہیے۔ غیروں کی مصنوعی چمک دمک سے مرعوب ہو جانے والوں کے سر ہمیشہ سرنگوں رہتے ہیں اور غیرت مندوں کے سر کندھوں سے اتر کر بھی بلند رہا کرتے ہیں ہمیں دوسروں کی پیروی کی بجائے خود وطن عزیز کو رول ماڈل کے طور پر ایسی اسلامی فلاحی مملکت بنا دینا چاہیے کہ دنیا ہماری راہوں کو اپنا لینے پر مجبور ہو جائے اگر ایسا ہو جائے تو پھر ہمیں کسی کی خوشنودی کے لیے نہ تو کسی کورس کے اہتمام کی ضرورت پیش آئے گی اور نہ ہی انسانی حقوق کی تعلیم و اشاعت کے لیے کوئی ہمیں ڈکٹیٹ کر سکے گا۔

© rasailojaraid.com